سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

امارات ِقیامت

عرش الٰہی کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ پانے والے خوش نصیبوں کا ذکر:

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ قال رسول اللہ صلعم سبعۃ یظلھم اللہ الخ
پچھلے جمعہ کو اس حدیث کے بیان کے ذیل میں قیامت کی ضرورت پر گفتگو ہوئی۔ قیامت کے اندوہناک دن سورج کی تمازت وحرارت سے بچنے کی ایک ہی مقدس جگہ ہے اور وہ ہے رحمان کے عرش کے نیچے۔ یہ نعمت صرف اللہ سات خوش نصیبوں کو میسر فرمائے گا۔ جیسے کہ ایک انسان جون جولائی کے مہینوں کے دوران کھلے میدان میں دھوپ کی لپیٹ میں آ کر گرمی میں جھلستا جا رہا ہو کہ اچانک کسی طرف سے ایک آدمی رحمت کا فرشتہ بن کر اس کے سر پر چھتری تھما دے اس وقت اس کی راحت وسرور کی کیا کفیت ہوگی حالانکہ گرمی اب بھی محسوس ہو رہی ہے پسینہ چھوٹ رہا ہے تپش سے زبان باہر کو نکل رہی ہے۔ دل گھبرا رہا ہے۔ صرف سورج کی شعاعوں سے براہ راست پڑنے والے اثرات سے بچاؤ کا معمولی سا حیلہ اختیار کیا جا چکا ہے پھر بھی خوشی کی حد نہیں۔

عرش کا سایہ:

اس کے مقابلہ میں اللہ کے عرش کا سایہ جو کہ خالص رحمت ہی رحمت۔ اس میں گرمی کیا کہ کسی زحمت کا تصور بھی نہیں۔ عرش کے سایہ کے مقابلہ میں دنیاوی اشیاء کے سایہ کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔ اس سایہ رحمت کے نیچے اس سخت ترین دن سات قسم کے افراد کے لئے نشستیں الاٹ کردی جائیں گی۔

امام عادل:

وہ آمر و حاکم جس کے ہاتھ اقتدار مملکت ہو۔ وہ ظلم و جبر کرانے پر قادر، رعیت کی حق تلفی، اپنوں کو غیروں پر ترجیح دینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو، مظلوم کو کچلنے اور ظالم کی طرفداری کرنے پر اس کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہ ہو، تمام قوت و سطوت اور وسائل کے باوجود اس کا دل خوف خدا سے معمور ہو کر فریادی کا مددگار، رعیت کا نگہبان اور حقیقی معنوں میں السلطان المسلم ظل اللہ فی الارض (الحدیث) کا آئینہ دار ہو۔ اس امام عادل اور امام ظالم کے فرق اور منزل و مرتبہ کو حضورؐ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں واضح فرمایا۔

عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان افضل عباد اللہ عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ امام عادل رفیق و ان شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ امام جائر ما خرق۔ (مشکوٰۃ المصابیح البھقی)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بندوں میں بلند مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بہتر شخص جو ہوگا وہ عادل اور نرمی کرنے والا حاکم ہے اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بندوں میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر جو شخص ہوگا وہ ظالم اور سختی کرنے والا حاکم ہے۔

یہی وہ بہترین عمل ہے جس کے صدقے اعلیٰ مقام اللہ کے ہاں الاٹ ہوں ے کے ساتھ سیدا لکائنات ﷺ نے قیامت کے پریشان کن روز اللہ کے عرش کے سایہ تلے جگہ ملنے کی خوشخبری بھی بیان فرمادی۔ یہ اجر و مرتبہ صرف قیامت ہی تک محدود نہیں بلکہ اقتدار کے دوران دنیا میں بھی اللہ کی خصوصی مدد اس کے شاملِ حال رہتی ہے، قدم قدم پر تائیدایزدی اور غیبی راہنمائی ہوتی رہتی ہے۔ انسان کیا کہ پرند و چرند کا بھی محبوب بن کر اس کی کامیابی کے دعوات دینے لگ جاتے ہیں۔

وہ شخص جو جوانی میں اللہ کی عبادت پر کمر بستہ ہو جائے:

وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ۔ وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی مرضیات پر چلنے اس کی عبادت، اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد، طلب علم کے لئے اسفار اور اصلاح امت کے لئے گھر گھر، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ میں جا کر گزار دی جوانی ہی مین قدم قدم پر اپنے قول وفعل، رہن سہن ظاہر و باطن میں شریعت کے اصول کی پاسداری کرتے ہوئے اوامر پر عمل پیرا اور منکرات سے اجتناب کرتا رہا۔ اور اپنی صورت و سیرت میں پیغمبرانہ خوبیوں کے پیدا کرنے کا متلاشی رہا۔ جس کے بارے میں کیا خوب فرمایا گیا۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبر یست
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

یعنی جوانی میں توبہ و تقویٰ اختیار کرنا انبیاء کے خصائل میں ہے۔ بڑھاپے میں تو ظالم سے ظالم مسلمان بھی جب کہ اس کی گناہ کرنے کی قوتیں اس کو جواب دینے لگیں متقی و پرہیزگار بن جاتا ہے۔ ماسوائے چند ازلی بدقسمتوں کے کہ جوانی کی حد کراس کرنے کے بعد بھی اس کی عقل کو ٹھکانہ نہیں ملتا۔ آج بدقسمتی سے اگر کسی جوان کی توجہ نماز و حج و اعمال صالحہ کی طرف مبذول کرانے کی وعظ و نصیحت کی جائے تو ایک ہی جواب ملتا ہے کہ اب تو جوانی مستی کا دور ہے یعنی قوت و طاقت کے دور میں رحمان کو راضی کرنے والے قوتوں کا ساتھ دینے کی بجائے شیطان کو راضی کرنے والا اس کے معاونین کا ساتھ دینا ہے۔ عمر دراز ہے۔ بڑھاپے میں رب العزت کو راضی کرنے کے اسباب و عوامل پر عمل کیا جائے

گا۔ حالانکہ بڑھاپے کا زمانہ جسے قرآن کی اصطلاح میں ارذل العمر کہا گیا ہے میں نہ نماز کی سکت رہتی ہے نہ صوم وحج کی قوت اور پھر اس کی کیا گارنٹی کہ یہ جوان بڑھاپے کی حد کو پہنچے گا بھی یا نہیں اور اگر پہنچا بھی تو کیا اسوقت عبادت واعمال صالح ادا کرنے کے وسائل بھی موجود ہوں گے یا نہیں۔ جوانی میں ظلم و جبر کی قوت ہوتے ہوئے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ بندہ اپنی عاصیانہ قوتوں کو کس حد تک اللہ کے حکم کے سامنے پابند سلاسل کرسکتا ہے۔ اس جیسے باکردار وپرہیزگار جوان کے بارے میں سرور کونین کا ارشاد ہے۔ ابونجیح سلمیٰ سے مروی ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے۔

من شاب شیبة فی الاسلام کانت له نوراً یوم القیامة۔ (رواہ البیہقی)

یعنی جو شخص اپنی جوانی اسلام کی حالت میں گزار کر اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوکر مرا تو وہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگا۔

حضرت علیؓ اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت جوانی ہی میں زیور ایمان سے آراستہ ہوکر اعمال وکردار کے وہ نمونے بنے جو رہتی دنیا تک تمام امت مسلمہ کے لئے آفتاب و ماہتاب کی حیثیت سے بہترین مقتدی و راہنما بنے۔ جن کے بارے میں ختم الرسلؐ نے ارشاد فرمایا: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدتیم اھدتیم۔

کسی صحابیؓ نے حضورؐ کی دعوت ایمان کے جواب میں یہ نہ کہا کہ اب قوت کے اس بھرپور دور میں ایمان لانے کی ضرورت نہیں بڑھاپے کا انتظار فرمایئے۔ بلکہ حضرتؐ کی دعوتِ ایمان اور دین حقہ کا سن کر جزیرۃ العرب سے کئی کئی سو میل دور اطراف واکناف عالم سے صہیب رومی سلمان فارسی۔ بلال حبشی جیسے بیشمار جوان سفر کی مشکلات سے بے پرواہ ہوکر رسولِ برحقؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے والہانہ انداز میں پہنچے۔ اس رسائی تک ان جوانوں کو جن جن اذیتوں اور آگ وخون کے سمندروں کو عبور کرنا پڑا وہ بجائے خود ایک الگ تاریخ ہے جس کے چند ابواب کی جھلک انشاء اللہ پھر کسی محفل میں بیان کروں گا۔ پھر ان جوانوں نے صرف حضورؐ سے ملاقات اور ایمان لانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی بھرپور جوانیوں کو راہِ حق میں خرچ کرنے کے لئے اپنی اپنی عمروں کو بھی وقف کردیا۔

سید الکونین کے جانثاروں میں جہاد فی سبیل اللہ کے دوران جانوں کو نچھاور کرنے کا جذبہ ایسا موجزن ہے کہ جنگ و جہاد کے شروع ہوتے وقت مجاہدین کے صفوف میں وہ بچے جو ابھی جوان نہ تھے بلکہ جوانی کے قریب تھے صف کے اندر اپنے پنجوں پر کھڑے ہوکر اپنے کو جوان وبالغ ظاہر کرانے کی کوشش کرتے تاکہ اسلامی لشکر کا سپہ سالار جوان سمجھ کر اسے جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائے اور ایک ہے آج کا جوان جو اپنے آپ کو جوانی کے دور میں شریعت اور شرعی احکام کے تمام آداب و قیودات سے مبرا و مستثنیٰ سمجھتا ہے۔ صرف وہ جوان نہیں بلکہ اس کے مربی و سرپرست بھی ان کے اس عہد شباب کو ان کے ہر قسم کی آوارگی ودین سے بے راہ روی کا جائز سرٹیفیکٹ قرار دے ان کو احکام شرعیہ پر چلنے وآمادہ کرنے کی نصیحت تک گوارا نہیں کرتے۔ .... (جاری ہے)